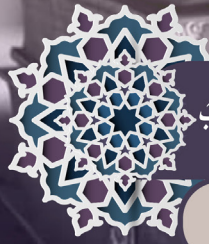


فَسْئَلُوا اللَّهَ عَنَّا إِنَّهُ لَكَنَّا يَعْلَمُونَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہند)

فتاویٰ یاسالونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل



رئیس دارالافتاء حضرت مفتی احسان اللہ شاہ صاحب



جمعہ المبارک 05 ذی قعدہ 1444 26 مئی 2023

سوال ارسال کرنے کے طریقے

شمارہ 212

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
ask@yasalunak.com
- پربرقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
www.yasalunak.com
- پرموجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

- اگلی صف میں پہنچنے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانگنا
- اچھے نام اور تخنیک کا حکم
- ماں کے چاچا سے نکاح

اگلی صف میں پہنچنے کے لیے لوگوں کی گردنیں پھلانا
سوال: جمعہ کے عربی خطبہ کے دوران کچھ لوگ آخری صفوں میں بیٹھ جاتے ہیں اور اگلی صفوں میں جگہیں خالی ہوتی ہیں، اب بعد میں آنے والا ان کی گردنوں کو پھلانا آگے جاسکتا ہے یا نہیں؟ بعض دفعہ لوگ شروع والی صفوں میں بیٹھ جاتے ہیں، مگر ان کے درمیان راستہ ہوتا ہے، اب اس راستے سے اگلی صف میں جانا کیسا ہے؟ براہ مہربانی اس مسئلے کی پوری وضاحت فرمائیں، آپ کی عین نوازش ہوگی۔

جواب: کسی بھی مجمع میں، بیٹھے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھلانا آگے بڑھنا، اور گنجائش نہ ہونے کے باوجود دو بندوں کے درمیان زبردستی گھسنا جائز نہیں ہے، خواہ جمعہ کا جمع ہو یا فرض نمازوں کا یا وعظ وغیرہ کی کسی مجلس کا، سب کا یہی حکم ہے۔ احادیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص مسجد میں آئے اور پچھلی صفوں میں نماز پڑھنے کی جگہ نہ ہو، اگلی صف میں جگہ موجود ہو تو اس کے لیے لوگوں کو تکلیف سے بچاتے ہوئے، ان کے جسم اور کپڑوں کو روندے بغیر اگلی صف میں جانا جائز ہے۔ نیز جمعہ کی نماز میں عربی خطبہ شروع ہونے سے پہلے اگلی صف میں جانا جائز ہے، عربی خطبہ شروع ہو جانے کے بعد جائز نہیں، لہذا اگر کوئی شخص عربی خطبہ شروع ہو جانے کے بعد مسجد میں آئے تو مسجد میں داخل ہوتے ہی قریب ترین جو جگہ مل جائے وہیں بیٹھ جائے اور توجہ کے ساتھ خطبہ سنے، دوران خطبہ اگلی صف میں پہنچنے کی کوشش نہ کرے۔ جب اقامت ہو تب اگلی صف میں جگہ ہو تو آگے بڑھے۔ مسجد میں جلدی آنے والے نمازیوں کو چاہیے کہ اگلی صفوں میں اگر جگہ خالی ہو تو پہلے اگلی صفوں کو پُر کریں، تاکہ بعد میں آنے والوں کو دقت نہ ہو۔

”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: « من تخطى رقاب الناس يوم الجمعة اتخذ جسرا إلى جهنم » (سنن الترمذی، کتاب الجمعة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في كراهية التخطى يوم الجمعة)

”وقال صاحب التوضيح: وقد اختلف العلماء في التخطي، فذهبنا أنه مكروه إلا أن يكون قدامه فرجة لا يصلها إلا بالتخطي فلا يكره حينئذ۔۔ وعند أصحابنا الحنفية لا بأس بالتخطي والدنو من الإمام إذا لم يؤذ الناس۔۔ هذا التعليل يشمل يوم الجمعة وغيره من سائر الصلوات في المساجد وغيرها، وسائر المجمع من حلق العلم وسماع الحديث ومجالس الوعظ، وعلى هذا يحل التقييد بيوم الجمعة على أنه خرج مخرج الغالب لاختصاص الجمعة بمكان الخطبة وكثرة الناس، بخلاف غيره“۔ (عمدة القاری، باب لا يفرق بين اثنين يوم الجمعة: ۶/۲۰۷)

”لا بأس بالتخطي ما لم يأخذ الإمام في الخطبة ولم يؤذ أحدا إلا أن لا يجد إلا فرجة أمامه فيتخطى إليها للضرورة (قوله ولم يؤذ أحدا) بأن لا يثأ ثوبا ولا جسدا، وذلك لأن التخطي حال الخطبة عمل، وهو حرام، وكذا الإيذاء، والدنو مستحب، وترك الحرام مقدم على فعل المستحب، ولذا قال - عليه الصلاة والسلام - للذي راہ يتخطى الناس ويقول افسحوا: «اجلس فقد آذيت» وهو محمل ما روى الترمذی عن معاذ بن أنس الجهني قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - «من تخطى رقاب الناس يوم الجمعة اتخذ جسرا إلى جهنم» شرح المنية“۔ (الدر المختار مع رد المحتار، باب الجمعة: ۲/۱۶۳)

”ولا يتخطى رقاب الناس للدنو من الإمام، وذكروا الفقيه أبو جعفر عن أصحابنا - رحمهم الله تعالى - أنه لا بأس بالتخطي ما لم يأخذ الإمام في الخطبة، ويكره إذا أخذ؛ لأن للمسلم أن يتقدم ويدنو من المحراب إذا لم يكن الإمام في الخطبة ليتسع المكان على من يجيء بعده وينال فضل القرب من الإمام، فإذا لم يفعل الأول فقد ضيع ذلك المكان من غير عذر، فكان للذي جاء بعده أن يأخذ ذلك المكان، وأما من جاء والإمام يخطب فعليه أن يستقر في موضعه من المسجد؛ لأن مشيه وتقدمه عمل في حالة الخطبة، كذا في فتاوى

قاضی خان۔ (الفتاویٰ الہندیۃ، الباب السادس عشر فی صلاة الجمعة: ۱ / ۱۴۸)

اچھے نام اور تخنیک کا حکم

سوال: بعض علمائے کرام فرماتے ہیں کہ آپ لوگ بچوں کے اچھے نام رکھا کریں اور اچھے اور نیک لوگوں سے تخنیک (گھٹی) دلوایا کریں۔ جب ہم ان نصیحتوں پر عمل کرتے ہیں تو ہمیں ان کا اثر الٹا ہی نظر آتا ہے، مثلاً جن بچوں کا نام عمر ہوتا ہے، تو ان میں سے ۹۰ فیصد بچے بہادر ہونے کے بجائے انتہائی بزدل ہوتے ہیں اور جن بچوں کا نام معصومہ اور لینہ ہوتا ہے تو ان سے زیادہ شرارتی اور سخت کوئی اور نہیں ہوتی۔ اسی طرح کا معاملہ تخنیک (گھٹی) کے ساتھ بھی ہے۔ ہمارے ایک جاننے والے سائنسٹ نے تین بچوں کو گھٹی دی اور وہ تینوں بڑی مشکل سے میٹرک تک اپنی تعلیم مکمل کر پائے ہیں۔ اس ضمن میں ازراہ کرم یہ رہنمائی فرمادیجئے کہ کیا اچھے ناموں اور گھٹی کا اثر ہوتا ہے یا نہیں اور مذکورہ مسائل کی کیا حقیقت ہے؟

جواب: اپنے بچوں کے اچھے اور صحیح معنی والے نام رکھنا سنت ہے۔ آپ ﷺ نے اچھے نام رکھنے کو اولاد کے حقوق میں سے فرمایا ہے، اور برے نام رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح ”تخنیک“ کا عمل سنت ہے کہ کسی نیک صالح شخص کی چبائی ہوئی کھجور یا کوئی میٹھی چیز نو مولود بچے کے منہ میں ڈالی جائے۔ ”تخنیک“ کے عمل سے مقصود یہ ہوتا ہے کہ جب نیک صالح شخص کی چبائی ہوئی کھجور یا میٹھی چیز بچے کے منہ میں جائے تو اس شخص کی اچھائیوں اور اس کی نیکی کی برکات بچے کے اندر منتقل ہو جائیں، اس لیے تخنیک کا عمل کسی نیک صالح، متبع سنت بزرگ سے کروانا چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤْتِي بِالصَّبِيَّانِ فِي بَرَكِ عَلَيْهِمْ وَيَحْنُكُهُمْ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ“ (مشکوٰۃ المصابیح، باب العقیقة) ترجمہ: «رسول اللہ ﷺ کے پاس نو مولود بچوں کو لایا جاتا، آپ ﷺ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور ان کی تخنیک فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کے جن بچوں کی تخنیک فرمائی وہ دیگر بچوں کے مفت بلے میں فضائل و کمالات میں بڑھے ہوئے تھے۔

اسی طرح اچھے ناموں کے اچھے اثرات اور برے ناموں کے برے اثرات ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں ہے: ”أخبرني عبد الحميد بن جبیر بن شيبه، قال: جلست إلى سعيد بن المسيب، فحدثني: أن جدہ حزنا قدم على النبي صلى الله عليه وسلم فقال: «ما اسمك» قال: اسمي حزن، قال: «بل أنت سهل» قال: ما أنا بمغير اسما سمانيه أبي، قال ابن المسيب: «فما زالت فينا الحزونة بعد» (صحيح البخاري، كتاب الادب، باب تحويل الاسم الى اسم احسن منه)

ترجمہ: حضرت عبد الحمید ابن جبیر ابن شیبہ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) میں حضرت سعید ابن المسیب کی خدمت میں حاضر تھا، انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ میرے دادا جن کا نام ”حزن“ تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے کہا میرا نام حزن (جس کے معنی ہیں سخت اور دشوار گزار زمین) ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: (حزن کوئی اچھا نام نہیں ہے) بلکہ میں تمہارا نام ”سہل“ (اس کے معنی ہیں ملائم اور ہموار زمین، جہاں آدمی کو آرام ملے) رکھتا ہوں۔ میرے دادا نے کہا کہ میرے باپ نے میرا جو نام رکھا ہے میں اس کو تبدیل نہیں سکتا۔ حضرت سعید بن المسیب نے فرمایا کہ: اس واقعے کے بعد سے ہمارے خاندان میں ہمیشہ سختی رہی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نام کا اثر ہوتا ہے۔

اس میں یہ سمجھنا چاہیے کہ اچھے نام کا یا تخنیک کا موثر ہونا سبب کے درجے میں ہے۔ جس طرح دیگر اسباب اللہ کے حکم کے بغیر موثر نہیں ہوتے اسی طرح نام اور تخنیک کا اثر بھی اللہ کے حکم کے بغیر نہیں ہوتا۔

جہاں تک آپ کے اس اشکال کا تعلق ہے کہ بعض دفعہ تخنیک کا الٹا اثر ہوتا ہے، یہ بات درست نہیں، کیونکہ جہاں نام یا تخنیک کا شخصیت پر اثر ہوتا ہے وہاں دیگر عوامل، جیسے ماحول، تعلیم و تربیت کا بھی اثر ہوتا ہے۔ بعض دفعہ دیگر عوامل جیسے غلط ماحول یا غلط تربیت کا اثر بچے کی شخصیت پر اس قدر غالب آجاتا ہے کہ اس میں اچھے نام کا یا تخنیک کا اثر ظاہر نہیں ہوتا، بلکہ ان عوامل سے صرف نظر کرنے کی وجہ سے یہ غلط فہمی بھی پیدا ہو جاتی ہے کہ یہ نام کا یا تخنیک کا الٹا اثر ہوا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے کوئی بیمار

والصالحين، لأنه يصل إلى جوف المولود من ريقهم، ألا ترى أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما حنك عبد الله بن الزبير حاز من الفضائل والكمالات ما لا يوصف؟ وكان قارئاً للقرآن عفيفاً في الإسلام، وكذلك عبد الله بن أبي طلحة كان من أهل العلم والفضل والتقدم في الخير ببركة ريقه المبارك». (عمدة القاري، باب تسمية المولود غداً يولد لمن يعق عنه وتحنكه: ۸۳ / ۲۱)

«اتفق العلماء على استحباب تحنيك المولود عند ولادته بتمر، فإن تعذر فما في معناه وقريب منه من الخلو، فيمضغ الحنك التمر حتى تصير مائعة بحيث تبتلع، ثم يفتح فم المولود ويضعها فيه ليدخل شيء منها جوفه، ويستحب أن يكون الحنك من الصالحين ومن يتبرك به رجلاً كان أو امرأة فإن لم يكن حاضراً عند المولود حمل إليه (شرح النووي على مسلم، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته: ۱۲۲ / ۱۴)

ماں کے چاچا سے نکاح

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ اگر ایک لڑکی نے اپنی ماں کے چاچا سے نکاح کیا، تو کیا نکاح منعقد ہو جائے گا؟

جواب: واضح رہے کہ ماں کا چچا (یعنی نانا کا بھائی) محرم ہوتا ہے، اس لیے اپنی ماں کے چچا سے نکاح کرنا جائز نہیں، شرعاً ایسا نکاح منعقد نہیں ہوتا۔ لہذا صورت مسؤلہ میں دونوں کامیاں بیوی کی حیثیت سے زندگی گزارنا حرام ہے، فوراً علیحدگی اختیار کرنا واجب ہے۔

(الباب الثالث في بيان المحرمات) وهي تسعة أقسام (القسم الأول المحرمات بالنسب) وهن الأمهات والبنات والأخوات والعمات -- وأما العمات فثلاث: عمه لأب وأم، وعمه لأب، وعمه لأم، كذا عمات أبيه وعمات أجداده وعمات أمه وعمات جداته" (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح، الباب الثالث في المحرمات: ۱/۲۷۳)

﴿ ختم شد ﴾

شخص دو اکھائے، لیکن پرہیز نہ کرنے کی وجہ سے اس کی بیماری بڑھتی چلی جائے، اور وہ یہ سمجھے کہ مجھ پر دو اکا الٹا اثر ہو رہا ہے، حالانکہ یہاں بیماری بڑھنے کا سبب بد پرہیزی ہے، دو انہیں۔ جب تک وہ بد پرہیزی نہیں چھوڑے گا، دو اثر نہیں کرے گی، اس لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ بچے کا نام اچھا رکھ کر، اور نیک لوگوں سے تحنیک کروا کر برکت حاصل کی جائے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اچھی اور نیک صفات پیدا کرنے کے لیے اس کا معاون ماحول اور تربیت بھی فراہم کی جائے۔ نیز نام اور تحنیک کو اسباب کے درجے میں رکھا جائے اور ان کے بذات خود لازماً موثر ہونے کا عقیدہ نہ رکھا جائے۔

“عن عطاء، عن ابن عباس، أنهم قالوا: يا رسول الله، قد علمنا حق الوالد على الولد، فما حق الولد على الوالد؟ قال: » أن يحسن اسمه، ويحسن أدبه «- (شعب الايمان، باب حقوق الاولاد والاهلين)

«حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا يزيد بن هارون، أخبرنا ابن عون، عن ابن سيرين، عن أنس بن مالك، قال: كان ابن لأبي طلحة يشتكي، فخرج أبو طلحة، فقبض الصبي، فلما رجع أبو طلحة قال: ما فعل ابني؟ قالت أم سليم: هو أسكن مما كان، فقربت إليه العشاء فتعشى، ثم أصاب منها، فلما فرغ قالت: واروا الصبي، فلما أصبح أبو طلحة أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره، فقال: «أعرستم الليلة؟» قال: نعم، قال: «اللهم بارك لهما» فولدت غلاماً، فقال لي أبو طلحة: احمله حتى تأتي به النبي صلى الله عليه وسلم، فأتى به النبي صلى الله عليه وسلم، وبعثت معه بتمرات، فأخذته النبي صلى الله عليه وسلم فقال: «أمعه شيء؟» قالوا: نعم، تمرات، فأخذها النبي صلى الله عليه وسلم فضعها، ثم أخذها من فيه، فجعلها في في الصبي ثم حنكه، وسماه عبد الله». (الصحيح لمسلم، باب استحباب تحنيك المولود عند ولادته وحمله إلى صالح يحنكه) “والحكمة فيه أنه يتفاءل له بالإيمان، لأن التمر ثمرة الشجرة التي شبهها رسول الله صلى الله عليه وسلم بالمؤمن، وبحلاوته أيضاً، ولا سيما إذا كان الحنك من أهل الفضل والعلماء